ہیں۔اس فرسودہ طریقہ تدریس سے عربی زبان مسلسل ''متروک'' رہتی ہے۔اس لئے ہمارے سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور اسلامی درسگاہوں میں عربی زبان عملاً ''متروک'' ہے۔اور یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جس چیز سے آپ زندگی بھر گریزاں رہیں بلکہ اسے آپ عمداً ترک کریں، وہ آسان ہونے کے باوجود آپ کو نہیں آئے گی۔

معلم کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے

محترم حضرات! میں نے بنیادی عربی زبان کی تعلیم وتدریس کے جن چار مختلف طریقوں کا ذکر کیا ہے، ان سب میں ایسی نصابی کتابوں کی مثالیں دی ہیں جو ہمارے اپنے ملک یا علاقے میں لکھی گئی ہیں اور ان میں ہمارے اداروں اور ہمارے طلبہ وطالبات کی ضروریات اور معیار کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہ یہاں زیر تعلیم ہیں۔لیکن اس کے باوجود ہر معلم کی مہارت، تجربے اور محنت کی بدولت اس کا طریقہ تدریس دوسرے سے یکسر مختلف ہے اور اس کے مقاصد اور نتائج بھی مختلف ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ

- تدریس کا پہلا طریقہ بالکل سادہ اور سطحی ہے، اور اس میں عربی عبارت کا صرف لفظی اردو ترجمہ سکھایا جاتا ہے۔
- دوسرے طریقے میں اردو ترجمہ کے ساتھ منتخب الفاظ کی تشریح سکھائی جارہی ہے۔
- جبکہ تیسرا طریقہ تدریس کئی طرح کی محنت اور منصوبہ بندی سے تیار کیا گیا ہے اور اس سے پانچ فوائد کی تکمیل ہورہی ہے۔(۱) بامحاورہ اردو ترجمہ، (۲) الفاظ کی تشریح، (۳) نطق کی تصحیح، (۴) عبارت کا مکمل فہم اور (۵) عربی لکھنے بولنے کی استعداد۔
- اسی طرح چوتھا طریقہ تدریس بھی بڑی مہارت اور توجہ سے تیار کیا گیا ہے۔یہ کسی زبان کی تدریس کا سب سے زیادہ مؤثر اور نہایت کامیاب طریقہ تدریس ہے، اور تمام مقاصد اور فوائد کی تکمیل کرتا ہے۔اس سے قارئین اردو ترجمہ کے بجائے براہ راست عربی زبان میں غور وفکر کرتے ہوئے اسے پڑھنے لکھنے اور بولنے کی مہارت حاصل کرتے ہیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿39﴾ (اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ انسان کو اس کی محنت کے مطابق ہی نتیجہ ملتا ہے)، بہر حال یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت اور تدریس میں معیاری اور اچھی تدریسی کتاب کے ساتھ معلم کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔اس نکتے پر مزید گفتگو کسی دوسرے موقع پر کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔